Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Critical Analysis of Orientalist Objections to the Early-Age Marriage of Hazrat Aisha (RA)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کم عمری میں شادی پر مستشرقین کے اعتراض کا تحقیقی جائزہ

Dr. Khalil Ur Rehman
Postdoctoral Fellow, Islamic Research Institute International Islamic University Islamabad/ Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Loralai, Baluchistan.
khalilurrehman@uoli.edu.pk
Dr. Noor Wali Shah
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture NUML Islamabad
noor.walishah@numl.edu.pk

Abstract
After Islam came to world to give guidance to the humanity, the evil powers commenced targeting it using every possible mean. One of these was the ideological war against Islam. The orientalists tried to search weak points in Islam to denounce and defame it. They researched on different aspects of Islam and tried to implant doubts in the minds of week Muslims and that of the non-Muslims about prophet Muhammad (SAW), Hadiths, The Quran and the like. One of these burning issues is the age of Hadhrat Aisha RA while she got marriage with Prophet Muhammad SAW. This article tried to take the veil off from their doubts and give them convincing answers. It consists of brief life of Hadhrat Aisha RA, main and basic questions of orientalists and their answers along with references from primary sources.
Keywords: *Orientalists, Quran, Hadhrat Aisha, Primary Sources*

تعارف

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ازواج مطہرات میں ایک بلند مقام حاصل تھا۔ آپ فقاہت، ثقاہت، امانت و دیانت کے اعلی معیار پر فائز تھیں۔

ولادت:

آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ نبوت کے پانچویں سال کا آخری حصہ ہے۔ لیکن علامہ سید سلیمان ندوی صاحب آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں فرماتے ہیں:

ولم ترو لنا کتب السیر والتراجم تاریخ ولادة عائشة (رض) بالضبط، إلا أن بعض مؤلفي السیر والتاریخ نقلوا عن ابن سعد قوله في الطبقات: إن ولادتها كانت في بداية السنة الرابعة من النبوة،1

1(سید سلیمان ندوی۔ سیرۃ السیدۃ عائشۃ أم المؤمنین، الباب الاول سیرت عائشہ، تمہید، ص:40)

ترجمہ: تاریخ اور تراجم کی کسی بھی کتاب میں آپ کی تاریخ پیدائش بلکل واضح طور پر موجود نہیں لیکن بعض مؤرخین نے ابن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ کی ولادت 4 نبوی کے ابتداء میں ہوئی تھی۔

نام:

نام عائشہ تھا۔ ان کا لقب صدیقہ تھا۔ ام المومنین ان کا خطاب تھا۔

عائشة بنت أبي بكر الصديق، الصديقة بنت الصديق أم المؤمنين، زوج النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم وأشهر نسائه، وأمها أم رومان ابنة عامر بن عويمر بن عبد شمس۔ 2

کنیت :

آپ بے اولاد تھی۔ ایک دفعہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حسرت کے ساتھ عرض کیا کہ اور عورتوں نے تو اپنی سابق اولادوں کے نام پر کنیت رکھ لی ہے، میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟ فرمایا: اپنے بھانجے عبد اللہ کے نام پر رکھ لو"۔ چنانچہ اسی دن سے ام عبد اللہ کنیت قرار پائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور احادیث نبوی:

دور نبوی کی کوئی خاتون ایسی نہیں جس نے سیدہ عائشہ سے زیادہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ہو۔ آپ نے دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی

وقد روت عشرة ومائتين وألفي حديث[3] جن میں ایک سو چوہتر (174) احادیث بخاری و مسلم میں ہیں۔

وفات :

سن ہجری 57 اور بعض کے مطابق 58 ہجری کے ماہ رمضان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور انہوں نے وصیت کی کہ انہیں امہات المومنین اور رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ماہ رمضان کی 17 تاریخ منگل کی رات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر 66 برس تھی۔ 18 سال کی عمر میں بیوہ ہوئی تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پانچ حضرات نے آپ کو قبر میں اتارا، (1) عبد اللہ بن زبیر، (2) عروۃ بن زبیر، (3) قاسم بن محمد بن ابی بکر، (4) عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر، (5) عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر۔

---

2 (ابو الحسین الجزری ابن اثیر۔ أسد الغابة ط الفكر 6/ 188)

3 (السيد الجميلي۔ نساء النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عائشة بنت أبي بكر الصديق۔ ص: 44 مکتبہ الھلال بیروت)

وتوفيت عائشة سنة سبع وخمسين وقيل : سنة ثمان وخمسين ليلة الثلاثاء لسبع عشرة ليلة خلت من رمضان وأمرت أن تدفن بالبقيع ليلا . فدفنت وصلى عليها أبو هريرة ونزل في قبرها خمسة : عبد الله وعروة ابنا الزبير والقاسم بن محمد بن أبي بكر وعبد الله بن محمد بن أبي بكر وعبد الله بن عبد الرحمن بن أبي بكر . ولما توفي النبي صلى الله عليه وسلم كان عمرها ثمان عشرة سنة[4]

نکاح کے وقت آپ کی عمر مبارک

کتب احادیث میں موجود روایات کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ نکاح کے وقت آپ کی عمر 6 سال تھی، پھر جب آپ 9 سال کی ہو گئی تو آپ کی شادی ہو گئی۔

وكان عمرها لما تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم ست سنين وقيل : سبع سنين . وبني بها وهي بنت تسع سنين بالمدينة[5]

ترجمہ: نکاح کے وقت آپ کی عمر 6 برس تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ 7 برس تھی۔ اور آپ کی رخصتی مدینہ میں ہوئی جس وقت آپ کی عمر 9 برس تھی۔ بخاری شریف میں ہے

حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي المَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ [ص:56] سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا، لاَ أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي البَيْتِ، فَقُلْنَ عَلَى الخَيْرِ وَالبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

---

4 (ابو الحسین الجزری ابن اثیر۔ أسد الغابة کتاب النساء، عائشة بنت أبي بكر الصديق ص:1385)

5 (ابو الحسین الجزری ابن اثیر۔ أسد الغابة کتاب النساء، عائشة بنت أبي بكر الصديق ص:1383)

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ[6]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا، اس وقت میری عمر چھ برس کی تھی۔اس کے بعد ہم لوگ (ہجرت کرکے) مدینہ گئے اور وہاں قبیلہ بنی حارث میں قیام ہوا۔ اس کے بعد مجھے ایسا بخار آیا کہ سر کے تمام بال جھڑ گئے، پھر (از سر نو نکل کر) کندھوں تک ابھی پہنچے تھے کہ میری ماں (اُمّ رومان) میرے پاس آئیں اور میں اس وقت لڑکیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔میں ماں کے پاس چلی گئی۔مجھے کچھ خبر نہیں کہ آج کیا معاملہ ہونے والا ہے۔وہ میرا ہاتھ پکڑ کر دروازہ پر (تھوڑی دیر) رکے رہیں۔میری سانس (کھیل کی وجہ سے) چڑھ رہی تھی۔جب سکون ہوا تو ماں نے پانی لے کر میرا منہ اور سر دھویا۔پھر مکان میں لے کر گئیں۔(گھر میں پہنچ کر دیکھتی ہوں کہ)انصار کی عورتیں وہاں موجود ہیں، وہ مجھے دعاءِ خیر اور مبارک باد دینے لگیں۔ماں نے مجھے ان عورتوں کے حوالہ کیا، انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا۔اب تک مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔اور پھر مجھے ان عورتوں نے آپ کے سپرد کردیا۔اور اس وقت میری عمر کل ۹ برس کی تھی۔"یہ روایت مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں بھی موجود ہے۔

مستشرقین کے اعتراضات

مستشرقین نے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔جب بھی انہیں موقعہ ملا اسلام میں کیڑے نکالنے کی کوشش کی۔ مستشرقین نے رسول اللہ ﷺ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی پر بھی انہوں نے بے شمار اعتراضات کیے۔انہوں نے لکھا ہے کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ شہوت پرست انسان تھے۔ایک طرف آپ نے اگر گیارہ شادیاں کی تو دوسری طرف ایک ایسی کمسن بچی سے بھی رشتہ ازدواج قائم کیا جو ابھی تک شادی کی قابل بھی نہیں ہوئی تھی۔

ان اعتراضات کا اثر

ان استشراقی اعتراضات کی وجہ سے مسلمانوں میں دو طبقے وجود میں آئے۔ایک وہ جنہوں نے ان اعتراضات کو حق مان کر احادیث میں تاویلات شروع کی کہ شادی کے وقت آپ کی عمر 19 سال تھی اور دوسرا طبقہ اسلاف کے نقش قدم پر چل کر احادیث میں کوئی تاویل کئے بغیر ان کے اعتراضات کے جوابات دیتے رہے۔اس مضمون میں ہم مستشرقین کے اس اعتراض کا عقل و نقل کی روشنی میں جائزہ لیں گے۔

کم عمری کی شادی

مستشرقین یہ اعتراض بہت زور و شور سے کرتے ہیں کہ نو سال کی عمر میں ایک بچی شادی کی قابل کیسے ہو جاتی ہے؟

---

6 البخاري في الصحيح، كتاب: فضائل أصحاب النبي، باب: تزويج النبي عائشة، 3 / 1415، الرقم: 3681

جواب:

اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کے اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کیا مشرکین مکہ نے بھی یہ اعتراضات کیے تھے؟

مستشرقین کے اس اعتراض کی حقیقت جاننے کیلئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ مشرکینِ مکہ جنہوں نے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا حتیٰ کہ انہوں نے اس کام کیلئے باقاعدہ شعراء رکھے تھے جو ہر وقت آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کیا کرتے تھے۔ حتی کہ آپ ﷺ کو آپ کی ازواج مطہرات کے سلسلے میں بھی معاف نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کے سلسلے میں اعتراض کیا گیا کہ آپ ﷺ نے اپنی بہو سے شادی کرلی۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ﷺ تہمت لگائی گئی، جس سے براءت کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کی پاکدامنی ظاہر کی۔ ان تمام اعتراضات کو دیکھتے ہوئے یہ سوال اٹھتا ہے کہ مشرکین مکہ نے آخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کم عمری میں شادی پر اعتراض کیوں نہیں کیا؟

وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ بات ان کے ہاں عیب تھی ہی نہیں کہ ایک نو سالہ لڑکی کی شادی ہو جائے، کیونکہ شادی کرنے کا تعلق بلوغت سے ہے نہ کہ عمر سے۔ اور بلوغت کی حد عمر سے متعین نہیں کی جاسکتی، کیونکہ کچھ لوگ پہلے بالغ ہو جاتے ہیں تو کچھ دیر سے۔ اس میں جو عوامل اثر انداز ہوتے ہیں ان میں علاقہ، مزاج، غذاء، ماحول اور دیگر بے شمار اشیاء کا دخل ہوتا ہے۔ جزیرہ نما عرب گرم علاقہ تھا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش ایک صاحب ثروت گھرانے میں ہوئی تھی۔ آپ ایک سردار کی بیٹی تھی۔ روایت ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ آپ کو اچھی غذائیں دیا کرتی تھی۔ چنانچہ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں خود حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کا بیان مذکور ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ أَرَادَتْ أُمِّى أَنْ تُسَمِّنِّى لِدُخُولِى عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَىْءٍ مِمَّا تُرِيدُ حَتَّى أَطْعَمَتْنِى الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السِّمَنِ.[7]

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میری والدہ نے میری جسمانی ترقی کے لیے بہتیرے تدبیریں کیں۔ آخر ایک تدبیر سے خاطر خواہ فائدہ ہوا، اور میرے جسمانی حالات میں بہترین انقلاب پیدا ہوگیا۔ جس سے آپ کی صحت کافی اچھی ہوگئی تھی۔ وہ تدبیر ککڑی اور کھجور کو ایک ساتھ کھلانا تھا۔ یہ روایت ابن ماجہ میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير . حدثنا يونس بن بكير . حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كانت أمي تعالجني للسمنة . تريد أن تدخلني على رسول الله

[7](سنن أبي داود للسجستاني۔ کتاب الطب، باب السمنة۔ رقم الحديث:3905 4/ 21)

صلى الله عليه و سلم فما استقام لها ذلك حتى أكلت القثاء بالرطب . فسمنت كأحسن سمنة . صحيح[8]

اس کے علاوہ آپ گوگل میں سرچ کر کے دیکھ لیں۔ آپ کے سامنے سینکڑوں نہیں ہزاروں مثالیں آجائیں گی، جہاں 5 سے لے کر دس گیارہ سال کی عمر میں ایک بچی ماں بن گئی ہو، جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بلوغت کا تعلق عمر کے ساتھ نہیں۔ اس میں دو لڑکیوں کے درمیان تفاوت ممکن ہے۔ ٹائم میگزین کے مطابق 1957 میں ایک نو سالہ لڑکی نے ایک بچی کو جنم دیا۔ اپریشن کے وقت موجود ڈاکٹر کے مطابق اس کی تیس سالہ کیریئر کے دوران کل چار کیسوں کا سامنا ہوا ہے جن میں ماں کی عمر گیارہ سال سے کم رہی۔ اس کے مطابق 1939 میں ایک پانچ سالہ لڑکی نے ایک بچے کو جنم دیا۔ اس کے اپنے الفاظ یہ تھے:

In 30 years as an obstetrician he had seen four such cases in girls under eleven; Hilda Trujillo was only the second youngest. Eighteen years before he assisted in the case of the youngest: Lina Medina, pregnant at the age of five years, eight months; mother, by Caesarean section, of a normal boy at the age of six years, five months[9]

اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بلوغت کا تعلق عمر کے ساتھ نہیں۔ اس میں بہت سارے دیگر عوام کارفرما ہوتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ کسی لڑکی کی عمر 10،9 سال ہو، لیکن علاقائی آب وہوا، میسر ماحول اور غذا کی وجہ سے وہ حد بلوغت کو پہنچ چکی ہو اور وہ ازدواجی تقاضوں کو جانتی اور سمجھتی ہو، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں احادیث میں تفصیلات مذکور ہیں۔

اخلاقی گراوٹ کا اعتراض

استشراقی ذہنیت نے پیغمبر اسلام ﷺ پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی کمسن بچی سے آپ ﷺ کی شادی کرنا آپ کی (نعوذ باللہ من ذالک) اخلاقی گراوٹ، عورتوں کی طرف شدید میلان اور نفس پرستی کی واضح دلیل ہے۔ مستشرقین کی جانب سے سیرت پاک ﷺ پر کتنا کیچڑ اچھالا گیا، اس کا اعتراف خود انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لفظِ "محمد" کے تحت کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"Few great men have been so maligned as Muhammad. Christian scholars of medieval Europe painted him as an impostor, a lecher, and a man of blood. A corruption of his name, "Mahound" even came to signify the devil" [10]

---

[8] (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاطعمۃ، باب القثاء والرطب یجمعان۔ رقم: 3324۔2 / 1104)

[9] http://content.time.com/time/magazine/article/0,9171,893791,00.html last access on 10 November 2022

10 Encyclopedia Britannica, 1984, "Muhammad" Vol 12 p 609

ترجمہ:

"بہت کم بڑے لوگوں کو اتنا زیادہ بدنام کیا گیا ہے جتنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بدنام کیا گیا ہے۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ کے مسیحی علماء نے ان کو فریبی، عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے نام کا ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاونڈ (نعوذ باللہ) شیطان کے ہم معنی بنا دیا گیا ہے۔"

جواب:

الفضل ما شہدت بہ الاعداء کے مصداق انہی میں سے ایک طبقہ ایسا موجود رہا ہے جنہوں نے باوجود کافر ہونے کے حضور ﷺ کے بارے میں حق بات بیان کی۔ پروفیسر راما کریشنا راؤ یونیورسٹی آف میسور انڈیا میں فلسفے کا پروفیسر ہے۔ آپ ایک معروف فلاسفر اور ہندو دانش ور ہے۔ پیغمبر پاک ﷺ کے کردار کے بارے میں آپ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

Historical records show that all contemporaries of Muhammad, both friends and foes, acknowledged the sterling qualities, the spotless honesty, the noble virtues, the absolute sincerity and the absolute trustworthiness of the apostle of Islam in all walks of life and in every sphere of human activity. Even the Jews and those who did not believe in his message accepted him as arbitrator in their personal disputes on account of his scrupulous impartiality. Even those who did not believe in his message were forced to say, "O Muhammad we do not call you a liar, but we deny Him who has given you a book and inspired you with a message." They thought he was one possessed. They tried violence to cure him. But the best of them saw that a new light had dawned on him and they hastened to seek that enlightenment.[11]

"تاریخ گواہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معاصرین خواہ وہ دوست ہوں یا دشمن، زندگی کے ہر شعبے اور انسانی سرگرمیوں کے ہر میدان میں پیغمبر ﷺ اسلام کی اعلیٰ خوبیوں، ان کی بے داغ ایمان داری، اخلاقی اوصاف، بے پناہ خلوص اور شبہے سے بالاتر امانت ودیانت کے معترف تھے۔ یہاں تک کہ یہودی اور وہ لوگ جو آپ کی دعوت پر ایمان نہیں لائے تھے، ذاتی معاملات میں آپ ﷺ کو ثالث بناتے تھے، کیوں کہ وہ آپ ﷺ کی غیر جانب داری پر کامل یقین رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پیش کردہ دین کو قبول نہ کرنے والے بھی کہتے تھے:"اے محمد ﷺ! ہم تمھیں جھوٹا نہیں کہتے لیکن ہم اس کا انکار کرتے ہیں جس نے تم پر کتاب اتاری اور تمھیں رسول بنا کر بھیجا"۔ وہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ پر کسی جن یا بھوت کا اثر ہے۔ آپ ﷺ کو اس اثر سے

---

[11] K S Ramakrishna Rao, Muhammad the Prophet of Islam, Published by World Assembly of Muslim Youth. P:17,

چھڑانے کے لیے وہ تشدد پر آمادہ ہوگئے۔لیکن ان کے بہترین انسانوں نے دیکھا کہ آپ ایک انوکھی بصیرت کے مالک ہیں اور پھر وہ اس بصیرت کو حاصل کرنے کے لیے دوڑ پڑے"۔

جس ذات مبارک نے عین شباب کے عالم میں ایک 40 سالہ بیوہ سے شادی کی ہو اور پہلی شادی کے بعد پچیس برس تک کسی دوسری عورت سے شادی کا سوچا تک نہ ہو اس ذات گرامی پر بیہودہ اعتراضات و اتہامات کی بوچھاڑ کوسوائے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ و عداوت کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔سیرت نگاروں نے متعصب غیر مسلموں اور مستشرقین کے اعتراضات کا خوش اسلوبی سے دفاع کیا ہے اور متعدد کتابیں رقم کی ہیں۔تفصیل کیلئے ڈاکٹر حافظ محمد ثانی صاحب کی کتاب (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی ناشر: دارلاشاعت، اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی) کا مطالعہ مفید رہے گا۔

حضرت عائشہ سے نکاح کرنے کی وجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح میں ایک بڑی حکمت پوشیدہ تھی۔ آپ بچپن سے نہایت ذہین اور فطین تھی۔ جوانی کا بالکل ابتدائی زمانہ آپ نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گزارہ ہے، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی خانگی زندگی کے تمام تر پہلوں عام مسلمانوں کے سامنے واضح ہوگئے۔ اکثر وہ نوجوان عورتیں جو شرم وحیاء کی وجہ سے اپنے مخصوص مسائل نہ پیغمبر ﷺ سے بیان کرسکتے تھے اور نہ عمر میں تفاوت کی وجہ سے آپ ﷺ کی دیگر ازواج مطہرات سے بیان کرسکتے ہیں، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی تھیں اور اپنے مسائل بلا جھجک کے پوچھ لیتی تھی۔ حضرت عائشہ یا تو خود انہیں بتادیتی، یا اگر معلوم نہ ہوتا تو آپ ﷺ سے پوچھ کر بتادیتی۔ حضرت عائشہ سے 2210 روایات مروی ہیں اور ان روایات میں اکثر کا تعلق عورتوں کے مخصوص مسائل سے ہیں۔ اسی حکمت کے پیش نظر آپ ﷺ کو اس شادی کا حکم اللہ تعالی کی جانب سے ہوا۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم : أُرِيْتُکِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَي أَنَّکِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ وَ يُقَالُ : هَذِهِ امْرَأَتُکَ، فَاکْشِفْ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُوْلُ إِنْ يَکُ هَذَا مِن عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ 12 13

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں نے خواب میں دو مرتبہ تمہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ سو پردہ ہٹا کر دیکھیے، جب میں نے دیکھا تو تم تھی۔ تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ ایسا کرکے ہی رہے گا۔" یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام دنیا کے واسطے تھی، ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ طبقہ اناث کو احکام ومسائل بتلانے کے لئے آپ کے عقد میں جہاں کئی ایک عمر رسیدہ خواتین ہوں، وہاں ایک کمسن خاتون بھی ضرور ہونی چاہئے تاکہ وہ کمسن اور کنواری

---

12 البخاري في الصحيح، كتاب: فضائل أصحاب النبي، باب: تزويج النبي عائشة، 3 / 1415، الرقم: 3682،

13 مسلم في الصحيح، كتاب: فضائل الصحابة، باب: فضل عائشة، 4 / 1889، الرقم: 2438،

بچیاں جو فرطِ حیا سے ماں برابر جیسی عورتوں سے اپنے مخصوص مسائل پوچھنے میں حیا محسوس کریں،وہ خاص آپ سے مل کر اپنے حالات کا اظہار کرکے اپنی تشفی کر سکیں۔اور اس کے لئے صرف حرم نبوی میں داخل ہونا ہی ضروری نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی قابلیت کا پایا جانا بھی ضروری تھا جو احکام و مسائل کے سمجھنے میں کافی مدد دے سکے۔اور یہ خصلتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں بدرجہ اتم موجود تھی۔عطار بن رباح جیسے جلیل القدر بزرگ سے مروی ہے کہ"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ علم والی اور عام طور پر نہایت پختہ رائے رکھنے والی تھیں۔"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہاسے کبار صحابہ کرام تک مسائل معلوم کرتے تھے،روایت ہے:

وكان أكابر الصحابة يسألونها عن الفرائض[14]

آپ کی علمی و فقہی ثقاہت سے صحابہ کرام ہر دم مستفید ہوتے رہتے۔روایت ہے:

عَنْ أَبِي مُوْسَي، قَالَ : مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ االلهِ صلي الله عليه وآله وسلم حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ : هَذَا حَدِيْثٌ حَسَن صَحِيْحٌ[15]

ترجمہ:

”حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جب کبھی بھی کوئی حدیث مشکل ہو جاتی تو ہم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھتے تو ان کے ہاں اس حدیث کا صحیح علم پا لیتے۔“ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نتیجہ بحث

ان واقعات و حالات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح معاذاللہ اخلاقی گراوٹ یانفسانی چاہت کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری میں کیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ خصائص کی بناپر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کورسول اللہ ﷺ کے منتخب کیا تھا۔

---

[14](ابوالحسین الجزری ابن اثیر۔ أسد الغابة كتاب النساء،عائشة بنت أبي بكر الصديق ص:1384)

[15]الترمذي في السنن،كتاب:المناقب عن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم،باب:من فضل عائشة،5 / 705،الرقم:3883،